سید زین العابدین شاہ گیلانی

گیلانی خاندان کے فرد فرید ملتان کے بے تاج بادشاہ سید زین العابدین شاہ گیلانی فرنگی دور میں نائب تحصیلدار تھے۔ ترکی کے خلیفہ المسلمین نے جب فتویٰ دیا کہ انگریز کی نوکری حرام ہے تو شاہ صاحب نے اس فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے ایک جلسہ عام طلب کر کے انگریزوں کی غلامی کا طوق اتارتے ہوئے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور تحریک خلافت میں شمولیت اختیار کر لی۔ تحریک خلافت کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن بن گئے اور مجلس خلافت ملتان میں نئی روح پھونک دی۔ تحریک خلافت کے زیر اہتمام آپ نے انگریزوں کے خلاف جلوس نکالنا اور نفرت پھیلانا معمول بنا لیا۔

ملتان میں ۱۹۲۶ء کے بعد دوسرے ہندو مسلم فساد ۱۹۲۷ء میں ہوئے۔ اسی سال شاہ صاحب نے اپنا ہفتہ وار اخبار ''ترجمان'' نکالنا شروع کیا۔ اور ''خونی محرم'' کے زیر عنوان ایک زوردار اداریہ لکھا۔ جس میں انگریزوں اور ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا۔ حکومت نے آپ کو انگریزوں کے خلاف منافرت پھیلانے کے جرم میں گرفتار کر کے بورسٹل جیل لاہور میں نظر بند کر دیا۔ مسلمانوں نے اس گرفتاری کے خلاف احتجاجاً ہڑتالیں شروع کر دیں۔ جن کی بناء پر شاہ صاحب کو ایک ماہ بعد رہا کر دیا گیا۔ آپ جب رہا ہو کر ملتان پہنچے تو آپ کو گھوڑے پر سوار کرا کر ایک شاندار جلوس کے ذریعہ شہر میں لایا گیا۔ اتنا بڑا جلوس اس سے پہلے ملتان میں کبھی نہ نکلا تھا۔ راقم الحروف نے بچشم خود وہ جلوس دیکھا۔ اس

www.musapakshaheed.com

وقت مسلمانوں کا جوش وخروش اور ہندوؤں کی سراسیمگی حیران کن تھی۔ شاہ صاحب کی مقبولیت سرکاری پٹھوؤں، کاسہ لیسوں اور ہندوؤں پر گراں گزری اور انہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ شاہ صاحب معافی مانگ کر رہا ہوئے ہیں۔ مگر ان کا پروپیگنڈہ دیرپا ثابت نہ ہوا اور شاہ صاحب کی مقبولیت میں روزافزوں اضافہ ہوتا گیا۔

بعدازاں شاہ صاحب مجلس احرار میں شامل ہو گئے۔ مگر احراری سیاست انہیں راس نہ آئی اور انہوں نے تلخ تجربوں کی بناء پر ۱۹۳۱ء میں اپنی انجمن فدایان اسلام قائم کر لی اور فدایان اسلام کے مسلح رضا کاروں کے دستے ترتیب دیئے جن کے ہر دستہ کا سالار کپتان کہلاتا تھا۔ انجمن فدایان اسلام کے رضا کار نہ صرف ملتان بلکہ اردگرد کے علاقوں میں مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے سربکف رہتے تھے۔ جب بھی مضافات یعنی شجاع آباد اور خانیوال وغیرہ میں ہندوؤں کی فتنہ انگیزی زور پکڑتی گئی تو انجمن فدایان اسلام کے رضا کاران کی امداد کو پہنچ جاتے۔ مہاراجہ کشمیر کے مظالم کے خلاف جب تحریک شروع ہوئی تو اس میں بھی سید زین العابدین شاہ نے رضا کار بھیجے۔ اس کے جواب میں ہندو مہا سبھا نے بہاولپور کی مسلمان ریاست کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلہ میں ہندوؤں نے جس روز اپنے دستے بھیجے تھے۔ اس روز سید زین العابدین شاہ نے بھی نالہ ولی محمد کے پل پر اپنے رضا کاروں کا ایک مرکزی کیمپ قائم کر دیا۔ دوسرا کیمپ سٹی سٹیشن کے قریب مسجد جنازہ گاہ میں قائم کیا گیا اور جلسہ عام منعقد کر کے شاہ صاحب نے اعلان کر دیا کہ جو ہندو بھی بہاولپور کا رخ کرے گا اسے ہماری لاشوں پر سے گزرنا ہوگا۔ جب راستہ کی ناکہ بندی دیکھی اور سید زین العابدین شاہ کا چیلنج سنا تو ہندوؤں کے حوصلے پست ہو گئے اور رضا کار دستے کی روانگی ملتوی کر دی۔ اس طرح بہاولپور کی مسلمان ریاست کے خلاف پنجاب کی ہندو مہا سبھا کی تحریک اپنی موت آپ مر گئی۔ مسلمانوں نے اس کامیابی پر شہر میں فاتحانہ جلوس نکالا۔ فوجی بینڈ بھی اس جلوس کے ساتھ تھا۔

فدایان اسلام کے رضا کاروں نے مسلمان خواتین پر پابندی عائد کر دی کہ کوئی خاتون اپنے مرد کے بغیر ہندوؤں کے محلے میں نہ جائے اور نہ ہی کوئی دیہاتی خاتون شہر آئے۔ مسلح رضا کاروں نے ہندوؤں کے تجارتی بائیکاٹ کا اعلان کر دیا کہ کوئی مسلمان ہندو دکاندار سے سودا سلف نہیں خریدے گا۔ اس بائیکاٹ کے نتیجے میں ہندو چیخ اٹھے۔

www.musapakshaheed.com

سید زین العابدین انگریزوں اور ہندوؤں دونوں سے بیک وقت نبرد آزما تھے۔ پل شوالہ پر جس جگہ مسلمان دھوبی نماز پڑھتے تھے وہ آہستہ آہستہ مسجد کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ ہندوؤں نے شور مچا دیا کہ مسلمانوں نے محکمہ انہار کی اراضی پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے۔ ہندوؤں کے شور وغل کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ فدایان اسلام کے رضا کاروں نے ہندوؤں کے کئی غیر قانونی مندروں کو ڈھا دیا تھا۔ ہندوؤں نے انتظامیہ کو باور کرایا کہ اگر ابھی سے کوئی اقدام نہ کیا گیا تو محکمہ انہار کی اراضی پر مسلمان مستقل پختہ مسجد تعمیر کر دیں گے۔ پولیس کی بھاری مسلح جمیعت موقع پر پہنچ گئی۔ سید زین العابدین شاہ کو پتہ چلا تو وہ رضا کاروں سمیت وہاں پہنچ گئے۔ مسلمان دکانداروں کو علم ہوا تو وہ بھی اپنی دکانیں بند کر کے وہاں پہنچنا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں مسلمان جمع ہو گئے۔ سید زین العابدین شاہ مسجد کے اندر موجود تھے۔ ایک مسلمان نے مشتعل ہو کر ڈی ایس پی کو طمانچہ رسید کر دیا اور وہ ڈھلوان سے لڑھک کر نیچے جا گرا۔ اس سے پولیس والے بھی غصے میں آ گئے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ پانچ منٹ کے اندر اندر منتشر ہو جائیں ورنہ گولی چلا دی جائے گی۔ سید زین العابدین نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ جو شہادت کا رتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ مسجد کے اندر آ جائے۔ انہوں نے کہا، ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آج جانیں دے دیں گے۔ اس اپیل کے نتیجے میں مسلمانوں میں جوش و جذبہ اس قدر بڑھ گیا کہ مسلمان مسجد کے ارد گرد حصار بنا کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گولیاں کھانے کے لئے گریبان کھول لئے۔ پولیس نے سنگینیں تان لیں۔ سو فیصد یقین تھا کہ انگریز آقا چند ثانیوں میں مسلمانوں کو گولیوں سے بھون ڈالیں گے۔ لیکن آخری لمحے پر مجسٹریٹ کے دل میں جذبہ ترحم پیدا ہوا۔ اور اس نے ڈی ایس پی کو سمجھایا بجھایا کہ اس طرح سینکڑوں جانیں چلی جائیں گی اور یہ بھی امکان ہے کہ مسلمان ہم پر بھی حملہ آور ہو جائیں بہتر یہ ہے کہ اب کوئی کاروائی نہ کی جائے۔ چنانچہ انتظامیہ کو پیچھے ہٹنا پڑا اور حکام یہ کہہ کر واپس چلے گئے کہ کہ آج مسجد نہیں گرائی جائے گی پھر کسی روز آ کر گرائیں گے۔ اس کامیابی پر مسلمانوں نے شہر میں فاتحانہ جلوس نکالا جبکہ سید زین العابدین شاہ نے مسجد کی نگرانی کے لئے اپنے رضا کار متعین کر دیئے۔

جب مسجد شہید گنج لاہور کی بازیابی کی تحریک شروع ہوئی۔ اس وقت آل انڈیا مجلس اتحاد ملت کی صدارت پر مولانا ظفر علی خان فائز تھے۔ اتحاد ملت نے تحریک شروع کی تھی۔ مولانا

ظفر علی خان کے ساتھ ساتھ سید زین العابدین شاہ بھی پیش پیش تھے۔ وہ اتحاد ملت کے مرکزی نائب صدر تھے۔ انجمن فدایان اسلام کے جنرل سیکرٹری خواجہ عبدالکریم قاصف ملتان میں مجلس اتحاد ملت کے سیکرٹری تھے۔ سید زین العابدین شاہ کی ہدایت پر ملتان سے ہر ہفتے پانچ پانچ افراد کا جتھہ لاہور گرفتاری کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ جبکہ سید زین العابدین تحریک کے مرکزی قائدین کے ساتھ پہلے ہی لاہور میں گرفتار کئے جا چکے تھے۔ تحریک کے لئے جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ جب پانچ افراد کا گروپ لاہور روانہ ہونے لگتا تو بے شمار لوگ بھی ساتھ چل پڑتے۔ بالاخر قائد اعظم لاہور آئے انہوں نے پنجاب کے گورنر مسٹر ایمرسن سے ملاقات کی اور اسیران شہید گنج کو رہائی دلائی۔ اس موقع پر مولانا ظفر علی خان نے قائد اعظم کو سید زین العابدین کی قومی خدمات سے آگاہ کیا۔ قائد اعظم بے حد متاثر ہوئے اور انہیں بطور خاص اپنے قریب بلا کر بٹھایا۔

۱۹۳۸ء میں آل انڈیا کانگریس کے صدر سبھاش چندر بوس ملتان آئے۔ انہوں نے سید زین العابدین شاہ پر ڈورے ڈال کر انہیں کانگریس میں شامل کر کے ملتان کانگریس کا صدر بننے کی پیشکش کی۔ شاہ صاحب سبھاش چندر بوس سے ملنے پر تیار ہی نہیں تھے۔ جبکہ سبھاش چندر بوس کا اصرار تھا کہ شاہ صاحب کو ملاقات کے لئے بلایا جائے۔ بلاخر اپنے ساتھیوں کے مجبور کرنے پر وہ سبھاش چندر بوس سے ملے کہ ملاقات میں کوئی حرج نہ تھا۔ اس موقع پر خواجہ عبدالکریم قاصف اور بہاالدین شاہ وکیل بھی ان کی معیت میں تھے۔ سبھاش چندر بوس ان دنوں ملتان میں لالہ ہری لال رکن اسمبلی کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ مسٹر سبھاش نے شاہ صاحب کو کانگریس میں شمولیت کی دعوت دی۔ شاہ صاحب نے کھلے الفاظ میں انکار کرتے ہوئے کہا کہ کانگریس مسلمانوں کی دشمن جماعت ہے۔ اس میں شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سبھاش چندر بوس نے کہا کہ ہم آپ کو ملتان کی صدارت دیتے ہیں۔ ہندو آپ کے ماتحت کام کریں گے۔ پھر آپ کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ شاہ صاحب نے جواب دیا کہ ملتان میں تو میں کانگریس کا صدر بن جاؤں گا لیکن پورے ہندوستان میں مسلمانوں کا کیا بنے گا۔ اسی طرح پنڈت جواہر لال نہرو آئے تو انہوں نے بھی سید زین العابدین شاہ گیلانی کو کانگریس میں شامل کرنے کے بڑے جتن کئے لیکن ان کی کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں۔

ملتان میں سید زین العابدین شاہ اور انجمن فدایان اسلام نے مسلمانوں میں

www.musapakshaheed.com

بیداری کی جولہر پیدا کی تھی۔ اس کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۳۴ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ ملتان کے چیئرمین کے انتخابات میں مخدوم محمد رضا شاہ گیلانی نے اس وقت کے انگریز ڈپٹی کمشنر ای پی مون کا مقابلہ کیا۔ اور اسے ہرا کر ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئرمین منتخب ہو گئے۔ وہ پورے ہندوستان میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے پہلے غیر سرکاری چیئرمین منتخب ہوئے تھے، چنانچہ آج بھی ڈسٹرکٹ کونسل ملتان کا رضا ہال انہی کے نام سے منسوب ہے۔ مخدوم محمد رضا شاہ گیلانی مرحوم مخدوم حامد رضا گیلانی کے والد بزرگوار تھے۔

پنجاب میں خضر حیات ٹوانہ کی حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی تو ملتان بھی اس تحریک کا اہم مرکز بن گیا۔ روزانہ احتجاجی جلوس نکلتے اور گرفتاریاں پیش کی جاتیں۔ سید زین العابدین شاہ گیلانی مخدوم محمد سجاد حسین قریشی، سید ولایت حسین گیلانی، سید صاحب علی شاہ گردیزی، سید علی حسین گردیزی اور حاجی عبدالرشید صدیقی بھی گرفتار کیے گئے۔ اس تحریک کے دوران میاں محمد عبداللہ ارائیں مرحوم، سید نوبہار شاہ مرحوم اور مخدوم غلام نبی شاہ گیلانی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یہ اصحاب اپنے اپنے دیہات سے روزانہ جلوسوں کی شکل میں ملتان پہنچتے اور تحریک سول نافرمانی کی تقویت کا باعث بنتے۔ اس تحریک کے دوران ڈاکٹر عبدالستار حامد، گل حمید، عاشق نواز خان اور غلام رسول پاکستانی بھی خاصے سرگرم رہے۔

سید زین العابدین شاہ گیلانی کی بے لوث خدمات کے نتیجہ میں وہ ملتان کے مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئے۔ مسلمانوں نے اُنہیں ملتان کے بے تاج بادشاہ کا درجہ دیدیا اور ان کی خدمات کے اعتراف میں سید زین العابدین شاہ گیلانی مرحوم کی باقاعدہ رسم تاجپوشی منائی گئی۔

www.musapakshaheed.com

سید زین العابدین شاہ۔ قائد اعظم۔ مولانا ظفر علی خان

www.musapakshaheed.com